49050 ـ نماز عید کہاں ادا کی جائیگی ؟

سوال

ہم نے سنا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں نماز عید آبادی سے باہر عید گاہ میں ادا کی جاتی تھی، کیونکہ مسجد نبوی میں سب لوگ نہیں آسکتے تھے، اس لیے اگر کوئی مسجد سب لوگوں کے لیے کافی ہو تو کیا ان کی نماز مسجد میں افضل ہے، کیونکہ مسجد باقی جگہوں سے افضل ہے، کیا یہ کلام صحیح ہے ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی علمی سنت یہی رہی کہ نماز عیدین مسجد نبوی کی بجائے مدینہ کے خارجی دروازے سے باہر عیدگاہ میں ادا کی جاتی رہی، اور اسی پر عمل ہوتا رہا ہے.

دیکھیں: زاد المعاد لابن قیم (1 / 441).

شیخ احمد شاکر رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں:

اس میں علماء کرام کے اقوال مختلف ہیں:

علامہ عینی حنفی بخاری کی شرح میں کہتے ہیں، اور وہ ابو سعید خدری رضی اللہ تعالی کی حدیث " رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر اور عید الاضحی میں عیدگاہ جاتے اور سب سے پہلے نماز ادا کرتے، اور پھر لوگوں کی طرف رخ کر کے خطبہ ارشاد فرماتے اور لوگ اپنی صفوں میں ہی بیٹھے ہوتے تھے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم انہیں وعظ و نصحیت کرتے اور وصیت فرماتے اور انہیں حکم دیتے، اور اگر کوئی لشکر روانہ کرنا چاہتے تو وہ بھی روانہ کرتے، یا کسی چیز کا حکم جاری کرنا ہوتا تو اس کو جاری کرتے پھر وہاں سے چلے جاتے "

ابو سعید خدری رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ: لوگ اسی طرح کرتے رہے حتی کہ مروان جو کہ مدینہ کا امیر تھا عید الاضحی یا عید الفطر میں عیدگاہ پہنچا جب ہم عیدگاہ پہنچے تو کثیر بن صلت نے اس کا منبر تیار کر رکھا تھا، اور مروان نماز سے قبل اس پر چڑھنا چاہتا تھا، تو میں اس اس کا کپڑا پکڑ کر کھینچا تو وہ زبردستی منبر پر چڑھ کر نماز سے قبل خطبہ دینے لگا میں نے اسے کہا اللہ کی قسم تم نے تبدیلی کر لی.

تو اس نے جواب دیا: ابو سعید جو تم جانتے تھے وہ جا چکا، تو میں نے اسے جواب دیا، جس کا مجھے علم ہے اللہ کی قسم وہ اس سے بہتر ہے جو میں نہیں جانتا، تو وہ کہنے لگا: لوگ نماز کے بعد بیٹھ کر ہماری بات نہیں سنتے تھے، تو میں نےخطبہ نماز سے قبل کر دیا"

صحیح بخاری حدیث نمبر (956) صحیح مسلم حدیث نمبر (889).

اس سے استنباط کرتے ہوئے کہتے ہیں:

اس حدیث میں عیدگاہ کی طرف نکلنے اور وہاں جانے کا بیان ہے، اور ضرورت کے بغیر مسجد میں عید کی نماز ادا نہیں کی جا سکتی.

ابن زیاد نے مالك سے بیان کیا ہے وہ کہتے ہیں:

" سنت یہ ہے کہ عیدگاہ کی طرف نکلا جائے، لیکن اہل مکہ مسجد میں ہی ادا کرینگے"

اور فتاوی ہندیہ میں ہے:

نماز عید میں عیدگاہ جانا سنت ہے، چاہے جامع مسجد وسیع ہی کیوں نہ ہو اور لوگ پورے بھی آجائیں، عامۃ المشائخ کا مسلك یہی ہے، اور صحیح بھی یہی ہے.

دیکھیں: فتاوی ہندیہ (1 / 118).

اور امام مالك سے مروي " المدونۃ " میں ہے کہ:

امام مالك رحمہ اللہ تعالی کا کہنا ہے کہ:

دو جگہوں پر نماز عید ادا نہیں کی جائے گی، اور نہ وہ اپنی مسجد میں نماز ادا کرینگے، لیکن وہ بھی اسی طرح نکلیں گے جس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نکلے تھے.

اور ابن وھب نے یونس سے انہوں نے ابن شہاب رحمہ اللہ تعالی سے بیان کیا ہے کہ:

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم عیدگاہ جاتے تھے، اور سب علاقے کے لوگوں نے اسی سنت پر عمل کیا"

دیکھیں: المدونۃ المرویۃ عن مالك (1 / 171).

ابن قدامہ حنبلی رحمہ اللہ تعالی " المغنی " میں کہتے ہیں:

عید گاہ میں نماز عید ادا کرنا سنت ہے، علی رضی اللہ تعالی عنہ نے اس کا حکم دیا تھا، اور اوزاعی رحمہ اللہ تعالی اور اصحاب الرائی نے اسے مستحسن قرار دیا ہے، اور ابن منذر رحمہ اللہ کا بھی یہی قول ہے.

اور شافعی رحمہ اللہ تعالی عنہ سے بیان کیا جاتا ہے کہ: اگر شہر کی مسجد وسیع ہو تو اس میں نماز کی ادائیگی اولی اور بہتر ہے، کیونکہ مسجد سب سے بہترین اور پاکیزہ جگہ ہے، اور اسی لیے اہل مکہ مسجد الحرام میں نماز عید ادا کرتے ہیں.

پھر امن قدامہ رحمہ اللہ تعالی نے اس قول پر استدلال کرتے ہوئے کہا ہے:

(ہماری دلیل یہ ہے کہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز عید کے لیے مسجد چھوڑ کر عید گاہ جایا کرتے تھے، اور اسی طرح ان کے بعد خلفاء راشدین بھی، اور پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قریب ہونے کے باوجو افضل کو ترک نہ کرتے، اور دور ہونے کے ساتھ نافص فعل کا تکلف نہ کرتے، اس لیے ان کی امت کے لیے بھی مشروع نہیں کہ وہ فضائل کو ترک کریں، اور اس لیے بھی کہ ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور پیروی کا حکم ہے، اور یہ جائز نہیں کہ جس کا حکم دیا گیا ہو وہ ناقص ہو، اور جس سے منع کیا گیا ہے وہ کامل ہو.

اور پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ منقول بھی نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی عذر کے بغیر مسجد نبوی میں نمازعید ادا کی ہو، اور اس لیے بھی کہ یہ مسلمانوں کا اجماع ہے، کیونکہ ہر دور میں ہر علاقے کے لوگ نماز عید کے لیے عیدگاہ ہی جا کر نماز ادا کرتے رہے حالانکہ مسجد وسیع بھی تھی اور تنگ بھی، اور پھر مسجد کے شرف کے باوجود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عیدگاہ میں نماز عید ادا کرتے تھے.

دیکھیں: المغنی لابن قدامہ (2 / 229 - 230)

اور میں کہتا ہوں (قائل احمد شاکر ہیں) ابن قدامہ کا قول " یہ منقول نہیں کہ: بغیر کسی عذر کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں نماز ادا کی ہو "

یہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ کی اس حدیث کی طرف اشارہ ہے جو مستدرك حاکم میں مروی ہے:

" عید کے روز بارش ہو گئی تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں مسجد میں نماز پڑھائی "

متسدرك حاکم (1 / 295) اسے امام حاکم اور ذہبی رحمہما اللہ نے صحیح قرار دیا ہے.

اور اس کے متعلق ابن قیم کہتے ہیں: اگر حدیث ثابت ہو، یہ سنن ابو داود اور ابن ماجہ میں ہے. انتہی ماخوذ از زاد المعاد (1 / 441)، اور علامہ البانی رحمہ اللہ تعالی نے " رسالۃ صلاۃ العیدین فی المصلی ھی السنۃ " میں اس حدیث کو ضعیف قرار دے کر امام حاکم اور ذہبی کا رد کیا ہے.

اور امام شافعی رحمہ اللہ تعالی " کتاب الام " میں کہتے ہیں:

" ہم تك یہ بات پہنچی ہے کہ: مدینہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز عید کے لیے عیدگاہ تشریف لے جایا کرتے تھے، اور اسی طرح ان کے بعد والے بھی، اور اہل مکہ کے علاوہ باقی عام ملکوں والے بھی، ہمیں علم ہوا ہے کہ اہل مکہ والوں کو سلف نے مسجد کے علاوہ کہیں نماز نہیں پڑھائی، میرے خیال میں۔ واللہ تعالی اعلم۔ یہ اس لیے کہ کیونکہ مسجد حرام دنیا میں سب سے بہترین جگہ ہے، اس لیے انہوں نے پسند یہی کیا کہ ان کی نماز اس کے علاوہ کہیں اور نہ ہو....

اگر علاقے میں آبادی زیادہ ہو اور وہاں کے رہنے والوں کے لیے عید کی نماز کے لیے مسجد وسیع ہو تو میرا خیال نہیں کہ وہ وہاں سے نکلیں گے، اور اگر نکل کر عید گاہ نماز ادا کریں تو اس میں کوئی حرج نہیں، اور اگر وہ مسجد ان کے لیے وسعت رکھتی ہے تو امام انہیں وہاں نماز پڑھا دے یہ اس کے لیے مکروہ ہے، اور ان پر نماز کا اعادہ نہیں، اور اگر بارش وغیرہ کا عذر ہو میں انہیں حکم دونگا کہ وہ مساجد میں نماز ادا کریں اور صحراء میں نہ جائیں"

دیکھیں: کتاب الام (1 / 107).

اور کتاب " المدخل " میں علامہ ابن الحاج کہتے ہیں:

" نماز عیدین میں سنت یہ رہی ہے کہ عیدگاہ میں ادا کی جائے، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" میری اس مسجد میں نماز باقی مساجد سے ایك ہزار نماز سے افضل ہے، سوائے مسجد حرام کے "

صحیح بخاری حدیث نمبر (1190) صحیح مسلم حدیث نمبر (1394)

پھر عظیم فضیلت کے باوجود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد نبوی میں نماز عید نہیں پڑھی بلکہ وہاں سے عیدگاہ گئے، جو کہ اس کی واضح دلیل ہے کہ نماز عیدین کا حکم یہی ہے کہ عیدگاہ میں ادا کی جائے، اور یہی سنت ہے۔

امام مالك کے مسلك کے مطابق مسجد میں نماز عید ادا کرنا بدعت ہے لیکن اگر اس کی ضرورت ہو تو پھر بدعت نہیں ہو گی، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا نہیں کیا اور نہ ہی خلفاء راشدین نے، اور اس لیے بھی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو نماز عیدین کے لیے جانے کا حکم دیا ہے، اور پھر حیض اور کنواری عورتوں تك کو عیدگاہ جانے کا حکم دیا تو ایك عورت کہنے لگی:

اے اللہ تعالی کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اگر ہم میں سے کسی کے پاس اوڑھنی نہ ہو تو؟

رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے فرمايا:

" اس كى بہن اسے اپنى اوڑھنى عاريتا دے تا كہ وہ خير و بھلائى اور مسلمانوں كے ساتھ دعاء ميں شريك ہو سكے"

ديكھيں: صحيح بخارى حديث نمبر (324) صحيح مسلم حديث نمبر (890).

المدخل (2 / 283).

لہذا جب نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے عورتوں كے ليے جانا مشروع كيا تو پھر كھلى جگہ ميں نماز عيد ادا كرنا مشروع ہے، تا كہ اسلام كا شعار اور علامت ظاہر ہو"

احاديث صحيحہ ميں جو سنت وارد ہے وہ اس پر دلالت كرتى ہے كہ نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے نماز عيدين شہر سے باہر صحراء ميں ادا فرمائى اور پہلے دور ميں اسى پر عمل ہوتا رہا، وہ لوگ مسجد ميں نماز عيد ادا نہيں كرتے تھے، ليكن بارش وغيرہ كى صورت ميں مساجد ميں ادا ہوتى تھى.

آئمہ اربعہ وغيرہ كا يہى مسلك ہے، ميرے علم ميں تو نہيں كہ كسى نے اس كى مخالفت كى ہو، صرف امام شافعى رضى اللہ عنہ كا قول ہے كہ انہوں نے مسجد ميں نماز عيد ادا كرنے كے قول كو اختيار كيا ہے كہ اگر علاقے كے لوگوں كو مسجد كافى اور وہ اس ميں وسعت كے ساتھ آجائيں تو اس ميں نماز ادا كرنے ميں كوئى حرج نہيں، ليكن اس كے باوجود چاہے مسجد وسيع بھى ہو تو صحراء اور كھلى جگہ عيدگاہ ميں نماز ادا كرنے ميں كوئى حرج نہيں سمجھتے، انہوں نے يہ صراحتا بيان كيا ہے كہ اگر علاقے كے ليے لوگوں كو مسجد كافى اور وسيع نہ ہو تو ان كا مسجد ميں نماز عيد ادا كرنا مكروہ ہے.

يہ صحيح احاديث اور پھر عصر اول ميں اس پر مسلسل عمل، اور پھر علماء كرام كے اقوال يہ سب اس كى دليل ہيں كہ: اب مسجد ميں نماز ادا كرنا بدعت ہے، حتى كہ امام شافعى كے قول پر بھى؛ كيونكہ ہمارے ملك ميں كوئى مسجد ايسى نہيں جو علاقے كے لوگوں كو كافى ہو اور وہ سب اس ميں آجائيں.

پھر يہ ايسى سنت ہے جس ميں علاقے كے سب لوگ مرد و عورت اور بچے اكٹھے ہو كر اپنے دلوں كے ساتھ اللہ كى طرف متوجہ ہوتے ہيں، انہيں ايك كلمہ جمع كرتا ہے، اور وہ ايك امام كے پيچھے جمع ہو كر نماز ادا كرتے اور تكبير و اللہ كى توحيد بيان كرتے ہوئے اللہ تعالى سےاخلاص كے ساتھ دعا كرتے ہيں، گويا كہ وہ سب ايك ہى شخص كا دل ہوں، اپنے اوپر اللہ كى نعمتوں سے خوش و فرحان ہوتے ہيں، تو تو عيد كا دن واقعتا ان كے ليے عيد ہوتى ہے.

نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے لوگوں كے ساتھ عورتوں كو بھى نكلنے كا حكم ديا اور كسى كو بھى استثنى نہيں كيا، بلكہ جس كے پاس پردہ كرنے كے ليے چادر نہ ہو اسے بھى رخصت نہيں كہ وہ جائے، بلكہ اسے حكم ديا كہ وہ اپنى

کسی دوسری بہن سے عاریتا چادر لے کر اوڑھے اور عیدگاہ جائے، حتی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو اس عورت کو بھی جانے کا حکم دیا جو نماز ادا کرنے سے معذور ہے اور اس نے نماز ادا نہیں کرنی، لیکن وہ بھی عیدگاہ ضرور جائے: تاکہ وہ سب مسلمانوں کے ساتھ خیر و بھلائی اور دعاء میں شریك ہوں.

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے بعد خلفاء راشدین، اور گورنر اور دوسرے علاقوں میں ان کے نائب لوگوں نماز عید پڑھاتے، اور پھر انہیں خطبہ میں وعظ و نصحیت کرتے، اور انہیں دین و دنیا کی نفع مند اشیاء کی تعلیم دیتے، اور اس اجتماع میں انہیں صدقہ و خیرات کا حکم دیتے رہے، جس پر ان پر رحمت اور بخشش کا نزول ہوتا ہے.

ہو سکتا ہے مسلمان اسے قبول کرتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کریں، اوراپنے دینی شعار کا اظہار کریں، جو ان کی عزت و فلاح کی بنیاد ہے.

فرمان باری تعالی ہے:

اے ایمان والو! جب تمہیں اللہ تعالی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ایسی چیز کی طرف بلائیں جس میں تمہاری زندگی ہو تو ان کی بات کو تسلیم کرو الانفال (24).

احمد شاکر رحمہ اللہ تعالی کی سنن ترمذی پر تعلیق میں کلام ختم ہوئی.

دیکھیں: سنن ترمذی (2 / 421 - 424).

واللہ اعلم .